

غیر خدا کی قسم کھانا

<"xml encoding="UTF-8?">

ابن تیمیہ کا کہنا یہ ہے کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ باعظمت مخلوق جیسے عرش و کرسی، کعبہ یا ملائکہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے، تمام علماء مثلاً امام مالک، ابوحنیفہ اور احمد ابن حنبل (اپنے دوقولوں میں سے ایک قول میں) اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کھانا بھی جائز نہیں ہے اور مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھانا چاہے وہ پیغمبر کی ہو یا کسی دوسرے کی جائز نہیں ہے اور منعقد بھی نہیں ہوگی، (یعنی وہ قسم شرعی نہیں ہے اور اس کی مخالفت پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے) کیونکہ صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: خدا کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم نہ کھاؤ، ایک دوسری روایت کے مطابق اگر کسی کو قسم کھانا ہے تو اس کو چاہئے کہ یا تو وہ خدا کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے یعنی کسی غیر کی قسم نہ کھائے، اور ایک روایت کے مطابق خدا کی جھوٹی قسم، غیر خدا کی سچی قسم سے بہتر ہے، چنانچہ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ غیر خدا کی قسم کھانا شرک ہے۔ 1

البتہ بعض علماء نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کو استثناء کیا ہے اور آپ کی قسم کو جائز جانا ہے، احمد ابن حنبل کے دو قولوں میں سے ایک قول یہی ہے، اسی طرح احمد ابن حنبل کے بعض اصحاب نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

بعض دیگر علماء نے تمام انبیاء کرام کی قسم کو جائز جانا ہے، لیکن تمام علماء کا یہ قول کہ انہوں نے بلا استثنیٰ مخلوقات کی قسم کھانے سے منع کیا ہے صحیح ترین قول ہے۔ 2

ابن تیمیہ کا خاص شاگرد اور معاون ابن قیّم جوزی کہتا ہے : غیر خدا کی قسم کھانا گناہان کبیرہ میں سے ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی غیر خدا کی قسم کھاتا ہے وہ خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے، لہذا غیر خدا کی قسم کھانا گناہ کبیرہ میں سر فہرست ہے۔ 3

غیر خدا کی قسم کے بارے میں وضاحت

مرحوم علامہ امین فرماتے ہیں کہ صاحب رسالہ (ابن تیمیہ) کا یہ قول کہ غیر خدا کی قسم کھانا ممنوع ہے، یہ ایک بکواس کے سوا کچھ نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے صرف ابوحنیفہ، ابو یوسف، ابن عبد السلام اور قدوری کے اقوال کو نقل کئے ہیں، گویا تمام ممالک اور ہر زمانہ کے تمام علماء صرف انہیں چار لوگوں میں منحصر ہیں، اس نے شافعی، مالک اور احمد ابن حنبل کے اقوال کو کیوبیان نہیں کیا اور اس نے عالم اسلام کے مشہور و معروف بے شمار علماء جن کی تعداد خدا ہی جانتا ہے کے فتوے نقل کیوں نہیں کئے۔

حق بات تو یہ ہے کہ غیر خدا کی قسم کھانا نہ مکروہ ہے اور نہ حرام، بلکہ ایک مستحب کام ہے اور اس بارے میں بہت سی روایات بھی موجود ہیں، اس کے بعد مرحوم علامہ امین نے صحاح ستہ سے چند روایات نقل کی

موصوف اس کے بعد فرماتے ہیں کہ غیر خدا کی قسم کھانا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحاب وتابعین کے زمانہ سے آج تک تمام مسلمانوں میں رائج ہے، خداوند عالم نے قرآن مجید میں اپنی مخلوقات میں سے بہت سی چیزوں کی قسم کھائی ہے، خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحاب رسول وتابعین میں ایسے بہت سے مواقع موجود ہیں جن میں انہوں نے اپنی جان یا دوسری چیزوں کی قسم کھائی ہے، اور اس کے بعد مرحوم علامہ امین نے ان بہت سے واقعات کو باقاعدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں مخلوق کی قسم کھائی گئی ہے۔ 5

ایک دوسری جگہ پر کہتے ہیں کہ وہ احادیث جو غیر خدا کی قسم سے منع کرتی ہیں یا تو ان کو کراہت پر حمل کیا جائے یا وہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ غیر خدا کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور اس میں نہی، نہی ارشادی ہے، اور اس طرح کی قسمیں مکروہ ہیں حرام نہیں، جبکہ وہابیوں کے امام احمد ابن حنبل نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔

شعرانی احمد بن حنبل کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر کسی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کھائی تو اس کی وہ قسم منعقد ہے بلکہ پیغمبر کے علاوہ بھی دوسروں کی قسم کھانا اس قسم کے منعقد ہونے کا سبب بنتا ہے۔ 6

11. مقدس مقامات کی طرف سفر کرنا

ابن تیمیہ کا کہنا ہے: مقدس مقامات کی طرف سفر کرنا حج کے مانند ہے، ہر وہ امت جن کے یہاں حج کا تصور پایا جاتا ہے جیسے عرب کے مشرکین لات وعزّٰی ومنات اور دوسرے بتوں کی طرف حج کے لئے جایا کرتے تھے، لہذا اس طرح کے روضوں کی طرف سفر کرنا گویا حج کرنے کی طرح ہے جس طرح مشرکین اپنے خداؤں کے پاس حج کے لئے جاتے تھے۔ 7

بدعتی لوگ انبیاء اور صالحین کی قبور کی طرف بعنوان حج جاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا شرعی جواز نہیں رکھتا، جس سے ان کا مقصد صاحب قبر کے لئے دعا کرنا ہو، بلکہ اس زیارت سے ان کا مقصد صاحب قبر کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے کہ وہ حضرات خدا کے نزدیک عظیم مرتبہ اور بلند مقام رکھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ صاحب قبر کو نصرت اور مدد کے لئے پکارے، یا ان کی قبروں کے پاس خدا کو پکاریں، یا صاحب قبر سے اپنی حاجتیں طلب کریں۔ 8

جو لوگ قبور کی زیارت کے لئے جاتے ہیں (یا ابن تیمیہ کے بقول: قبروں پر حج کے لئے جاتے ہیں) تو ان کا قصد بھی مشرکین کے قصد کی طرح (عبادت مخلوق، یعنی بتوں کی پوجا) ہوتا ہے، اور وہ بتوں سے وہی طلب کرتے ہیں جو اہل توحید (مسلمان) خدا سے طلب کرتے ہیں۔

12. شیعوں کے بارے میں ابن تیمیہ کا کہنا ہے:

کفار ومشرکین جو اپنے مقدس مقامات پر جانے کے لئے سفر کرتے ہیں، اور یہی ان کا حج ہے اور قبر کے نزدیک اسی طرح خضوع وتضرع کرتے ہیں جس طرح سے مسلمان خدا کے لئے کرتے ہیں، اہل بدعت اور مسلمانوں کے گمراہ لوگ بھی اسی طرح کرتے ہیں، چنانچہ ان گمراہ لوگوں میںرافضی بھی اسی طرح کرتے ہیںکہ اپنے اماموں اور ریزرگوں کی قبور پر حج کے لئے جاتے ہیں، بعض لوگ ان سفروں کے لئے اعلان کرتے ہیںاور کہتے ہیںآئیے حج اکبر کے لئے چلتے ہیں، اور اس سفر کے لئے علم حج ساتھ لیتے ہیں اور ایک منادی کرنے والا حج کے لئے دعوت دیتا ہے اور اسی طرح کا علم اٹھاتے ہیں جس طرح مسلمان حج کے لئے ایک خاص علم اٹھاتے ہیں، یہ فرقہ مخلوق خدا کی قبور کو حج اکبر اور حج خانہ خدا کو حج اصغر کہتا ہے۔ 9

ابن تیمیہ ایک دوسری جگہ پر ان موارد کا ذکر کرتا ہے جن میں بعض افراد کچھ مقدس مقامات کے سفر کو سفر حج کی طرح مانتے ہیں، لیکن وہاں یہ ذکر نہیں کرتا کہ یہ لوگ کس مذہب کے پیرو ہیں اور کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ لوگ اس مقام پر جاتے ہیں جہاں پر کوئی ولی اللہ اس زمین پر نازل ہوا ہے وہاں پر حج کے لئے جاتے ہیں اور حج کی طرح احرام باندھتے ہیں اور لبیک کہتے ہیں، جیسا کہ مصر کے بعض شیوخ مسجد یوسف میں حج کے لئے جاتے ہیں، اور احرام کا لباس پہنتے ہیں، اور یہی شیخ زیارت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے بعنوان حج جاتا ہے اور وہاں سے مکہ معظمہ بھی نہیں جاتا کہ اعمال حج بجلائے اور مصر واپس پلٹ جاتا ہے۔ 10

مذکورہ مطلب کے بارے میں وضاحت

بارہا یہ بات کہی جاچکی ہے کہ شیعوں کی نظر میں حج صرف خانہ خدا بیت اللہ الحرام کا حج ہے جو مکہ معظمہ میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی چیز کو حج کے برابر اور حج کی جگہ نہیں مانتے، اور یہ ان مسلم چیزوں میں سے ہے کہ اگر کوئی شخص ذرہ برابر بھی فقہ شیعہ سے باخبر ہو، تو اس پر یہ بات مخفی نہیں ہوگی، اور دوسرے مقامات کو خانہ کعبہ کی جگہ قرار دینا اور وہاں حج کی طرح اعمال بجالانا ان لوگوں کے ذریعہ ایجاد ہوا ہے جو شیعوں کے مخالف اور شیعوں کے دشمن شمار ہوتے ہیں۔ ان میں سے تیسری صدی کے مشہور ومعروف مورخ یعقوبی کے مطابق عبد الملک بن مروان ہے کہ، جب عبد اللہ ابن زبیر کے ساتھ اس کی جنگ ہوتی ہے تو وہ شام کے لوگوں کو حج سے منع کردیتا ہے کیونکہ عبد اللہ ابن زبیر شامی حجاج سے اپنے لئے بیعت لے رہے تھے، یہ سن کر لوگوں نے چلانا شروع کیا اور عبد الملک سے کہا کہ ہم لوگوں پر حج واجب ہے اور تو ہمیں حج سے روکتا ہے، ؟ تو اس وقت عبد الملک نے جواب دیا کہ یہ ابن شہاب زہری ہے جو آپ حضرات کے سامنے رسول اللہ کی حدیث سناتے ہیں:

”لَا تُسَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ (مسجد اقصیٰ)“

”ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد کے لئے رخت سفر نہیں باندھا جاسکتا: مسجد الحرام، مسجد النبی، مسجد اقصیٰ، لہذا مسجد اقصیٰ مسجد الحرام کی جگہ واقع ہوگی، اور یہ صخرہ (بڑا اور سخت پتھر) جس پر پیغمبر اکرم (ص) نے معراج کے وقت اپنے پیر رکھے تھے خانہ کعبہ کی جگہ ہے۔

اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس پتھر پر ریشمی پردہ لگایا جائے (خانہ کعبہ کے پردہ کی طرح) اور وہاں کے لئے خادم اور نگہبان (محافظ) معین کردئے گئے اور جس طرح خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے اسی طرح اس پتھر کا بھی طواف ہونے لگا، اور جب تک بنی امیہ کا دور رہا یہ رسم برقرار رہی۔ 11

اور جیسا کہ معلوم ہے کہ عبد الملک بن مروان کی یہ یادگار بنی امیہ کے ختم ہونے کے بعد بھی صدیوں رائج رہی، چنانچہ ناصر خسرو پانچویں صدی کا مشہور و معروف سیاح شہر بیت المقدس کی اس طرح توصیف کرتا ہے: بیت المقدس کو اہل شام اور اس کے اطراف والے قدس کہتے ہیں اور اس علاقہ کے لوگ اگر حج کے لئے نہیں جاسکتے تو اُسی موقع پر قدس میں حاضر ہوتے ہیباور وہاں توقف کرتے ہیں اور عید کے روز قربانی کرتے ہیں، یہی ان کا وطیرہ ہے، ہر سال ماہ ذی الحجہ میوہاں تقریباً بیس ہزار لوگ جمع ہوتے ہیباپنے بچوں کو لے جاتے ہیں اور ان کے ختنے کرتے ہیں۔ 12

ان ہی لوگوں میں متوکل عباسی بھی ہے (یہ وہی متوکل ہے جس نے روضہ امام حسین ں پر پانی چھوڑا تاکہ قبر کے تمام آثار ختم ہوجائیں) اس نے شہر سامرہ (عراق) میں خانہ کعبہ بنوایا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کا طواف کریں اور وہیں دو مقامات کا ”منی“ و ”عرفات“ نام رکھا اس کا مقصد یہ تھا کہ فوج کے بڑے بڑے افسر حج پر جانے کے لئے اس سے جدانہ ہوں۔ 13

یہ تھے دو نمو نے، اگر ان کے علاوہ کوئی ایسا مورد پایا جائے تو وہ بھی انہیں کی طرح ہے، اور کبھی کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا جس میں کسی شیعہ مذہب کے ماننے والے نے اس طرح کا کوئی کارنامہ انجام دیا ہو۔

شیعوں کی نظر میں زیارت قبور، ایک اور وضاحت

پہلے بھی ذکر ہوچکا ہے، یہ سب ناروا تہمتیں اور نادرست نسبتیں جو شیعوں کی طرف دی گئیں ہیں یہ اسی زمانہ کی ہیں جب گذشتہ صدیوں میں شیعوں سے دشمنی اور تعصب برتا جاتا تھا خصوصاً چوتھی، پانچویں اور چھٹی صدی میں کہ جب شیعہ اور سنی حگام کے درمیان بہت زیادہ دشمنی اور تعصب پایا جاتا تھا، اسی وجہ سے بعض غرضی، کینہ پرور اور موقع پرست لوگوں نے موقع غنیمت جان کر شیعوں کے خلاف مزید تعصب اور دشمنی ایجاد کی اور متعصب حگام کو مزید بھڑکایا تاکہ شیعوں کے خلاف ان کی دشمنی اور زیادہ ہوجائے۔ اگر کوئی شخص شیعوں کی فقہ اور اسی طرح زیارت مشاہد مقدسہ کے اعمال کے بارے میں جو قدیم زمانہ سے معمول اور رائج ہیں باخبر ہو تو اس کو بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ کسی بھی زمانہ میں شیعوں کے نزدیک بزرگان دین کی قبور کی زیارت حج نہیں سمجھی گئی اور ان کا عقیدہ صرف یہ ہے کہ زیارت ایک مستحب عمل ہے، اس کے علاوہ اور کوئی تصور نہیں پایا جاتا، وہ قبور کے پاس دعا اور سلام کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں کہتے، اور اس طرح کی زیارت کو اہل سنت بھی جائز جانتے ہیں۔

شیعوں کی فقہی اور حدیثی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور ہر انسان ان کا مطالعہ کرسکتا ہے، اور یہ محال اور ناممکن ہے کہ کسی شیعہ عالم نے زیارت کے سفر کو حج کے برابر جانا ہو، اگر کوئی شخص شیعہ فقہی کتابوں کا بغور مطالعہ کرے تو اس کو معلوم ہوجائے گا کہ شیعوں کی نظر میں حج بیت اللہ کی کتنی عظمت اور اہمیت ہے، اور حج کے صحیح ہونے کے لئے کہ حج سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق انجام پائے کتنی دقت اور احتیاط کی جاتی ہے، اور یہ بات حج کے زمانہ میاچھی طرح سے واضح و روشن ہوجاتی ہے

جب ایران اور دوسرے ممالک سے لاکھوں شیعہ حاجی حج کے لئے جاتے ہیں۔

یہاں پر ایک اہم نکتہ جس پر شیعہ مخالفین نے قدیم زمانہ سے توجہ نہیں کی وہ یہ ہے کہ شیعہ کون ہیں؟ ظاہراً ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروہابیوں نے غلات (غلو کرنے والے) اور دوسرے فرقوں جن کو شیعہ بھی کافر سمجھتے ہیں ان سب کو شیعہ سمجھ لیا ہے اور افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ بعض مذاہب اربعہ کے ماننے والے بھی اس غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں اور شیعوں کی حقیقت سے باخبر ہوئے بغیر اپنے ذہن میں موجود نا درست افکار و خیالات کی بنا پر انہوں نے شیعوں پر مزید تہمتیں لگائیں، جبکہ حق وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان جیسے افراد کو اس مسئلہ پر توجہ کرنا چاہئے تھی کہ شیعوں نے اپنے تمام عقائد، احادیث اور وسیع فقہ کو ائمہ علیہم السلام کے ذریعہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل سنت کے چاروں فرقوں کے امام، شیعوں کے ائمہ کے علم و کمال اور صدق و تقویٰ اور دوسرے بلند مراتب پر یقین رکھتے ہیں اور ان کو اپنے سے زیادہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسب علم میں نزدیک سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ خود ابن تیمیہ نے بعض اوقات اپنے نظریات کو شیعوں کے ائمہ کے قول سے مستند کیا ہے اور شیعہ فقہ سے مدد لی ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اس چیز کا ذکر کیا ہے، ان تمام چیزوں کے پیش نظر ایک حق پسند اور بے غرض انسان پر حقیقت واضح اور روشن ہے کہ کس طرح ممکن ہے کہ ایسے مذہب کے تابع لوگ جن کے ائمہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہوں اور دینی حقائق کو اچھی طرح جانتے ہوں، کوئی ایسا عقیدہ رکھتے ہوں جو اسلام کے مسلمات کے برخلاف اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہو؟ اور وہ بھی حج بیت اللہ الحرام کا ترک کرنا کہ شیعہ عقیدہ کے مطابق اگر کوئی حج بیت اللہ الحرام کے واجب ہونے پر اعتقاد نہ رکھے تو وہ کافر ہے!!

بہر حال جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اسی زمانہ سے کہ جب شیعہ اور سنی حاکموں کے درمیان سخت عناد اور دشمنی اپنے اوج پر تھی، اس بحرانی دور میں اگر کوئی شخص دین کے خلاف کوئی کام کرتا تھا تو اہل غرض افراد اس کو شیعہ کہنے لگتے تھے، اس طرح لوگوں کے ذہن شیعوں کی طرف سے بھر دئے گئے، چنانچہ شیعوں کے معمولی کاموں کو بھی الٹا کر کے پیش کرنے لگے مثلاً اسی موضوع کو لے لیں جسے ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ رافضی زیارت کے سفر کے لئے حج کی طرح علم بلند کرتے ہیں اور لوگوں کو حج کی طرف دعوت دیتے ہیں، اس بات کو تقریباً یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی وجہ شاید وہی رسم تھی جو زمانہ قدیم میں رائج تھی کہ جب کوئی کاروان زیارت کے لئے جاتا تھا تو ایک منادی کے ذریعہ اعلان کرایا جاتا تھا کہ جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو چاہے تجارت کے لئے ہو یا زیارت کے لئے یا کسی اور کسی کام کے لئے وہ تیار ہو جائے، اور یہ رسم موثر گاڑیاں وغیرہ چلنے سے پہلے شاید تمام ہی دنیا میں رائج تھی، اور اس کی وجہ بھی معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکیلے سفر کرنا بہت خطرناک ہوتا تھا۔

اسی معمولی اور سادہ کام کو شیعہ دشمنوں نے اس طریقہ سے بیان کیا کہ جو لوگ شیعہ علاقوں سے دور زندگی بسر کرتے ہیں اور شیعوں سے اختلاف نظر رکھتے ہیں اس کو حقیقت اور صحیح سمجھ لیں۔ حق بات یہ ہے کہ اگر کسی مذہب کو پہچاننا ہے تو اس مذہب کی صحیح اور مستند کتابوں سے یا ان کے ساتھ زندگی کرنے یا اس فرقہ کے علماء اور بابصیرت لوگوں سے سوال و جواب کے ذریعہ پہچانے، نہ کہ ان تہمتوں اور ذہنی تصورات کے ذریعہ جو خود غرض یا بے اطلاع لوگوں کے ذریعہ لگائی گئی ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ شیعوں کے نزدیک بزرگان دین کی قبور کی زیارت ایک مستحب عمل ہے اور ان زیارتوں میں

دعائیں ہوتی ہیں جن کا مضمون توحید خداوند عالم اور صاحب قبر پر سلام اور اس کے فضائل ہوتے ہیں، ہم یہاں پر زیارت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں تاکہ ان لوگوں پر حقیقت واضح ہو جائے جو شیعوں کے بارے میں زیارت سے متعلق بدگمانیاں رکھتے ہیں، ہم یہاں پر زیارت کے موقع پر جو دعا یا ذکر زبان پر جاری کرتے ہیں بیان کرتے ہیں، جب زائرین کرام امام علی ابن موسی الرضا کی زیارت کے لئے مشہد مقدس جاتے ہیں اور روضہ مبارک میں وارد ہوتے ہیں تو یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

”بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔“

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام اور اسی کی مدد سے نیز اسی کے راستہ اور ملت رسول اللہ میں قدم بڑھاتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے، اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں، بار الہا ! محمد و آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما۔“

اور وہاں پڑھی جانے والی دعاؤں میں سے زیارت اہل قبور بھی اس طرح سے ہے:

”اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَحِمَ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِرِينَ وَأَنَا اِنْشَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔“

”سلام ہو مسلمانوں اور لا الہ الا اللہ پر ایمان لانے والوں کے شہر (خموشاں) پر، خدا رحمت کرے اس دیار میں ہم سے پہلے آنے والوں اور بعد مینانے والوں پر، انشاء اللہ ہم بھی اسی دیار سے ملحق ہونے والے ہیں، تم پر سلام اور خدا کی رحمت وبرکات ہو۔“

اسی طرح وہاں پڑھی جانی والی دعائے استغفار اس طرح ہے:

”اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ يَتُوبَ عَلٰی تَوْبَةِ عَبْدٍ ذَلِيلٍ خَاضِعٍ خَاشِعٍ فَقِيرٍ مُسْكِينٍ مُسْتَكِينٍ، لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيَوَةً وَلَا نُشُورًا۔“

”میں توبہ او راستغفار کرتا ہوں اس اللہ سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو حی و قیوم، رحمن و رحیم اور صاحب عظمت و جلالت ہے، اور میں اسی کی بارگاہ میں تو بہ کرتا ہوں، اور اسی سے سوال کرتا ہوں کہ محمد و آل محمد پر درود و سلام بھیج، او راپنے اس خاضع، خاشع، فقیر، مسکین بندے کی توبہ قبول کر، جو خود اپنے نفس کے لئے کسی نفع و نقصان اور موت و حیات نیز حشر و نشر کا مالک نہیں ہے۔“

قارئین کرام !آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ حضرات قبور کی زیارت کے موقع پر اس طرح کی دعائیں پڑھتے ہیں، شیعہ حضرات کی دعاؤں اور اذکار کی کتابوں میں سب سے اہم کتاب صحیفہ سجادیہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب میں موجود ہ دعاؤں میں صحیح غور و فکر کرے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت توحید کیا ہے ؟

خدا کے سامنے حقیقی خضوع و خشوع کیسے کیا جاتا ہے اس کتاب میں ایسے مطالب موجود ہیں جو دوسری کتابوں میں بمشکل تمام پائے جاتے ہیں، شیعہ حضرات خصوصاً علمائے کرام مقدس روضوں پر صحیفہ سجادیہ سے اس طرح کی دعائیں پڑھتے ہیں:

”إِلَهِي مَنْ حَاوَلَ سَدَّ حَاجَتِهِ. مِنْ عِنْدِكَ فَقَدْ طَلَبَ حَاجَتَهُ فِي مَطَاوِئِهَا وَإِنِّي طَلَبْتُهَا مِنْ جِهَتِهَا وَمَنْ تَوَجَّهَ بِحَاجَتِهِ.

اَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ جَعَلَ سَبَبَ نَجِّهَا دُونَكَ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِلْجَزْمَانِ وَاسْتَحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَوَاتِ الْاِحْسَانِ۔“

” بار الہا ! جس نے تجھ سے اپنی حاجت طلب کرنے کا ارادہ کیا اس نے اپنی حاجت کو صحیح جگہ سے طلب کیا لہذا میں تیرے در کا سوالی ہوں اور جس نے اپنی حاجت کو کسی غیر سے طلب کیا یا کامیابی کو تیرے علاوہ کسی غیر کے در پر تلاش کیا وہ محروم رہا اور تیرے احسان کے فوت ہونے کا سبب بنا۔“

اسی طرح صحیفہ سجادیہ کی ایک دوسری دعا:

”اِلٰهِيْ خَابَ الْوَافِدُوْنَ عَلٰی غَيْرِكَ وَخَسِرَ الْمُتَعَرِّضُوْنَ اِلَّا لَكَ وَضَاعَ الْمُلِمُّوْنَ اِلَّا بِكَ وَاجْدَبَ الْمُنتَجِعُوْنَ اِلَّا مَنِ انْتَجَعَ فَضْلَكَ۔“

”پالنے والے تیرے علاوہ دوسرے سے رغبت رکھنے والا انسان ذلیل ہے اور تیرے علاوہ دوسروں کی طرف توجہ کرنے والا خسارہ میں ہے، نیز تیرے علاوہ کسی دوسرے سے لو لگانے والا نقصان میں ہے، اور تیرے علاوہ کسی کی ذات سے امید رکھنے والادھوکے میں ہے“

صحیفہ سجادیہ کی ایک اور دعا: ”تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، صَدَقْتُ رُسْلَكَ وَآمَنْتُ بِكِتَابِكَ وَكَفَرْتُ لِكُلِّ مَعْبُوْدٍ سِوَاكَ وَبَرَّئْتُ مِمَّنْ عَبَدَ غَيْرَكَ“

”خداوند! تیری ذات، گرامی اور بابرکت ہے، اور ہر برائی سے پاک و پاکیزہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں تیرے انبیاء کی تصدیق کرتا ہوں، ان پر ایمان رکھتا ہوں نیز تیری کتاب (قرآن) پر بھی ایمان رکھتا ہوں، اور تیرے علاوہ دوسرے تمام معبودوں کا انکار کرتا ہوں، نیز تیرے علاوہ کسی غیر کی عبادت کرنے والوں سے برائت اور دوری کا اعلان کرتا ہوں۔“

شیعوں کے نزدیک مقدس روضوں پر قرآن پڑھنا مستحب ہے کھاور اس کا ثواب صاحب قبر کو ہدیہ کرنا مستحب ہے اور اگر زیارت کرتے وقت نماز کا وقت ہو جائے اور قریب کی مسجد میں نماز جماعت پورھی ہے تو اس زیارت کو روک کر نماز جماعت میں حاضر ہونا مستحب ہے، اور اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ روضوں کے اندر بے ہودہ الفاظ اور ناشائستہ کلمات زبان پر جاری نہ کرے اور دنیاوی امور کے بارے میں باتیں نہ ہوں، اور زائر کو چاہئے کہ فقیروں کو صدقہ دے اور محتاجوں کی مدد اور نصرت کرے، اور وہاں پر زیادہ نہ ٹھہرے۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کی کیفیت،

شیعوں کی نظر میں مستحب ہے جب انسان مسجد النبی میں وارد ہو تو دو رکعت نماز تحیت مسجد بجالائے اور داہنی طرف کے ستون کے نزدیک اس طرح روبقلہ کھڑا ہوکہ بایاں شانہ قبر مطہر کی طرف ہو اور داہنا شانہ منبر کی طرف کرکے اس طرح کہے:

”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّكَ مُحَمَّدٌ بَنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ رِسَالًا بِرَبِّكَ وَنَصَحْتَ لِمَمْلَكَتِكَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَبَدْتَ اللّٰهُ حَتّٰى اَتَيْكَ الْيَقِيْنَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَاَدَّيْتَ الَّذِيْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ وَاَنَّكَ قَدْ رَوَّفْتَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَغِظْتَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يَنْفِلُكَ اللّٰهُ بِكَ اَفْضَلَ شَرَفٍ مَّحَلِّ الْمُكَرَّمِيْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الشَّرِّ وَالضَّلَالَةِ۔

اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَصَلَوَاتِ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَعِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاَهْلَ السَّمُوْتِ وَالْاَرْضِيْنَ وَمَنْ سَبَّحَ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَاَمِيْنِكَ وَنَجِيِّكَ

وَحَبِيبِكَ وَصَفِيِّكَ وَخَاصَّتِكَ وَصَفْوَتِكَ وَخَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ۔
 اللَّهُمَّ أَعْطِهِ الدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ، وَآتِهِ الْوَسِيلَةَ مِنَ الْجَنَّةِ وَابْعَثْهُ مُقَاماً مَحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ:

> وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّاباً رَحِيماً۔ < (سورہ نساء 64)

وَإِنِّي أَنْتِئِكَ مُسْتَغْفِراً تَائِباً مِنْ ذُنُوبِي، وَإِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكَ لِيَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي۔

ترجمہ زیارت:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے، اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول اور جناب عبد اللہ کے فرزند ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے پرور دگار کے تمام احکام کو کما حقہ پہنچایا، اپنی امت کی اصلاح فرمائی، خدا کی راہ میں جہاد کیا اور خدا کی عبادت کی یہاں تک کہ حکمت و موعظہ حسنہ کے ذریعہ یقین کے بلند درجات تک پہنچ گئے، آپ نے اپنے تمام حقوق ادا کردئے، آپ مومنین پر بڑے مہربان اور رحم دل ہیں جس طرح کفار اور مشرکین پر غضب ناک اور سخت دل ہیں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کی بدولت ہمیں شرک و گمراہی سے نجات دی۔

بار الہا! ان پر درود و رحمت نازل فرما، نیز تمام ملائکہ مقربین، انبیاء مرسلین، بندگان صالحین، اہل سماوات و زمین، اور تیری تسبیح کرنے والی تمام مخلوق کا درد و سلام ہو تیرے بندہ اور تیرے رسول پر، تیرے ہم راز اور امین پر، تیرے حبیب و صفی پر، تیرے خاص اور منتخب پر اور مخلوقات میں سب سے بلند و بہتر پر۔

بار الہا! اپنے رسول کو بلند و بالا درجات عنایت فرما، اور آپ کو ہمارے لئے جنت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دے، نیز آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس پر تمام مخلوقات رشک اور ناز کریں، خداوند! تو نے فرمایا ہے :

> وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّاباً رَحِيماً۔ <

”اے کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے، تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔“
 بتحقیق میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کے لئے آیا ہوں، اور آپ کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میرا اور آپ کا پرور دگار میرے گناہوں کو بخش دے۔“

شیعوں کی دوسری زیارتیں بھی اسی طرح کی ہیں، جو دعاؤں او راذکار کی کتابوں میں تفصیلی طور پر بیان کی گئی ہیں، اور جن میں سے چند جملے ہم پہلے بھی ذکر کرچکے ہیں۔

13۔ صالحین کی قبور کے بارے میں

ابن تیمیہ کا کہنا ہے: بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ جن شہروں میں انبیاء و صالحین کی قبور ہیں وہ اس زمین سے بلاء اور خطرات کو دور کرتے ہیں مثلاً اہل بغداد قبر احمد ابن حنبل، بشر حافی اور منصور بن عمار کی وجہ سے، اہل شام قبور انبیاء (منجملہ خلیل خدا جناب ابراہیم ن) 14، اسی طرح اہل مصر قبر نفیسہ اور دیگر

چند قبروں کے ذریعہ، نیز اہل حجاز مرقد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، اور اہل بقیع کی وجہ سے بلاء اور مصیبتوں سے محفوظ ہیں، جبکہ یہ تمام غلط اور اسلام و قرآن، سنت اور اجماع کے خلاف ہے، کسی جگہ کسی کی قبر ہونا کسی حادثہ سے امان میں رہنے کے لئے کوئی تاثیر نہیں رکھتا، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجود مقدس آپ کی زندگی میں امان کا سبب تھا، آپ کی وفات کے بعد نہیں ہے۔ 15

جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمیں قبور سے فائدہ پہنچتا ہے اور شہر میں قبور کا ہونا دفع بلا کا سبب بنتا ہے، ایسے لوگ گویا قبور کو بتوں کی جگہ مانتے ہیں، ان کا قبور کی طرف سے نفع و نقصان کا عقیدہ بالکل کفار کے عقیدہ کی طرح ہے جو بتوں کو نفع و نقصان پہنچانے والا مانتے ہیں۔ 16

14. قبروں پر اور ان کے اطراف عمارت بنانا،

اور ان کو مسمار کرنے کی ضرورت ابن تیمیہ کا کہنا ہے: مسجد، صرف خدا کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے، اور مخلوق کی قبروں کے اطراف میں مسجد بنانا صحیح نہیں ہے، اسی طرح ان مخلوق کے لئے مسجد بنانا یا مخلوق کے گھروں (یعنی ان کی قبروں) کی طرف سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ 17

چنانچہ بقیع اور دیگر قبور کے بارے میں ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اگر وہاں دعا، تضرع، طلب حاجت، استغاثہ اور اس طرح کی دوسری چیزیں انجام دی جائیں تو ان کاموں سے روکنا ضروری ہے، اور جو عمارتیں ان قبور کے اطراف میں بنائی گئی ہیں ان کو ویران اور مسمار کرنا ضروری ہے، اور اگر پھر بھی وہاں مذکورہ کام انجام دئے جائیں تو قبروں کو اس طرح سے مسمار کر دیا جائے کہ نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ 18

15. نماز کے لئے مصلیٰ بچھانا

ابن تیمیہ کا کہنا ہے: اگر نماز پڑھنے والے کا قصد یہ ہو کہ مصلیٰ کے اوپر نماز پڑھی جائے تو یہ سلف مہاجرین، انصار اور تابعین کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ وہ سب لوگ زمین پر نماز پڑھتے تھے اور کسی کے پاس بھی نماز کے لئے مخصوص مصلیٰ نہیں ہوتا تھا، جیسا کہ امام مالک نے بھی کہا ہے کہ نماز کے لئے مصلیٰ بچھانا بدعت ہے۔ 19

اسی طرح موصوف کا کہنا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نماز پڑھنے کے لئے مصلیٰ نہیں بچھاتے تھے اور صحابہ بھی یا ننگے پیر یا جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے اور ان کی نماز زمین پر یا چٹائی یا اسی طرح کی چیزوں پر ہوتی تھی۔ 20

16۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے توسل کرنا،

ان سے حاجت طلب کرنا اور ان کو شفیع قرار دینا

ابن تیمیہ کامذکورہ امور کے بارے میں کہنا ہے کہ اگر کوئی زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے جاتا ہے لیکن اگر اس کا قصد دعا اور سلام نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاجت طلب کرنا ہے اور اس کے لئے وہاں پر اپنی آواز بلند کرنا ہے تو ایسے شخص نے گویا رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اذیت دی ہے اور خود اپنے اوپر ظلم و ستم کیا ہے۔

اس بحث کے ضمن میں ابن تیمیہ نے ان احادیث پیغمبر کو بھی بیان کیا ہے جن کا مضمون یہ ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کیا اور انہوں نے ان تمام احادیث کو باطل، جعلی اور ضعیف شمار کیا ہے۔ 21

کسی اہل قبر سے توسل (اس کے وسیلہ سے دعا) کرنے کے بارے میں ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ بعض زائرین قبور ایسے ہوتے ہیں جن کا قصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی حاجت پوری ہو، کیونکہ وہ صاحب قبر کو خدا کی بارگاہ میں صاحب عظمت سمجھتے ہیں اور اس کو بارگاہ خداوندی میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے نذر اور قربانی کرتے ہیں اور ان کو صاحب قبر کے لئے ہدیہ کرتے ہیں اور بعض زائرین اپنے مال کا ایک حصہ صاحب قبر کے لئے معین کرتے ہیں، اسی طرح بعض گروہ صاحب قبر سے محبت اور اس کے دیدار کے شوق میں اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور اس کی قبر کی طرف سفر کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے صاحب قبر کی زندگی میں اس کی طرف سفر کیا ہو، اور جب اس صاحب قبر کی زیارت کر لیتے ہیں جس سے وہ محبت رکھتے ہیں تو اپنے دل میں سکون و آرام اور اطمینان محسوس کرتے ہیں، اس طرح کے لوگ ایسے بت پرست ہیں جو بتوں کو خدا کی طرح مانتے ہیں۔ 22

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے توسل کے بارے میں وضاحت

سمہودی سُبکی کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ محبوب کا ذکر کرنا دعا کی قبولی کا سبب بنتا ہے، چنانچہ اسی کام کو توسل کہا جاتا ہے، اور استغاثہ، شفیع قرار دینا اور توجہ کرنا بھی۔ توسل کا یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی میں متعدد بار رونما ہوا ہے چنانچہ نسائی اور ترمذی نے عثمان بن حنیف سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک نابینا شخص رسول اسلام (ص) کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے حاضر ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس نابینا کو حکم دیا کہ یہ دعا پڑھو:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتُوْجِّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ، یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ لِتَقْضِیَ لِیْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْ لِیْ“

”خدا وندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطہ سے جو نبی رحمت ہیں، او رمیں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میاں اپنی حاجت کی قبولی میں آپ کے وسیلہ سے خدا کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت روا

ہو، اے خدائے مہربان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میرا شفیع قرار دے۔“
طبرانی نے بھی اسی طرح کی حدیث ایسے مرد کے بارے میں نقل کی ہے جو وفات پیغمبر اکرم کے بعد عثمان بن عفان کے زمانہ میں ایک حاجت رکھتا تھا اور عثمان بن حنیف نے اس کو مذکورہ دعا پڑھنے کے لئے کہا، (اور جب اس نے بھی مذکورہ دعا کو پڑھا تو اس کی حاجت پوری ہو گئی)

اسی طرح بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جب جناب عمر کے زمانہ میں قحط پڑا تو سب لوگوں نے مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر سے توسل کیا اور ان میں سے ایک شخص نے پیغمبر اکرم کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا“

”اے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنی امت کے لئے خدا سے بارش طلب کریں کیونکہ آپ کی امت پانی نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوئی جاتی ہے“

اسی طرح امام مالک کا مسجد النبی میاں بوجعفر کے ساتھ ایک مناظرہ ہوا، اس میانہوں (کہا) کہ قبر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو اور ان کو اپنا شفیع قرار دو۔ 23

اسی طرح جناب عمر خشک سالی اور قحط کے زمانہ میں حضرت رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا جناب عباس سے توسل کرتے ہیں اور اس طرح بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

”اللَّهُمَّ كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتُسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا“ 24

”خدا وندا! ہم قحط کے زمانہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے توسل کرتے تھے اور تو ہمیں

سیراب کردیتا تھا، اور اب پیغمبر کے چچا سے توسل کرتے ہیں، بارِ الہا تو ہمیں سیراب فرما“

ایک دوسری روایت کے مطابق، عمر نے لوگوں سے کہا کہ جناب عباس کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ قرار دو، خود

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اصحاب پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں آپ سے توسل کرتے

تھے اور آپ کی وفات کے بعد جس طرح آپ سے متوسل ہوتے تھے اسی طرح آپ کے چچا جناب عباس سے بھی

توسل کرتے تھے، ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ امام احمد ابن حنبل اپنی دعاؤں میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم سے متوسل ہوتے تھے، اور امام احمد ابن حنبل کا بھی (ان کے دو نظریوں میں ایک) یہی نظریہ تھا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قسم کھانا اور ان سے توسل کرنا، جائز ہے۔ 25 یہ اور اس طرح کی بہت

سی مثالیں جو اہل سنت کے چار مذاہب کی صحاح ستہ اور دوسری معتبر کتابوں میں موجود ہیں ان سے

معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) سے توسل کرنا ان سے شفاعت کرنا اور پیغمبر کے علاوہ دوسروں مثلاً

آنحضرت کے چچا سے توسل کرنا بھی سلف کی سیرت رہی ہے۔

1. الجواب الباہر ص ۲۲۔

2. الرد علی الاخنائی ص ۱۶۴، والفتاویٰ الکبریٰ جلد اول ص ۳۵۱۔

3. اعلام الموقعین ج ۴ ص ۴۰۳۔

4. کشف الارتیاب ص ۳۳۰۔

5. کشف الارتیاب ص ۳۳۶۔

6. کشف الارتیاب ص ۳۴۲۔

7. الرد علی الاخنائی ص ۵۷۔

8. الرد علی الاخنائی ۵۹۔

9. الجواب الباهر فی زوار المقابر ص ۳۷، ۳۸۔

10. کتاب الرد علی الاخنائی ص ۱۵۹، صاحب فتح المجید کہتے ہیں (ص ۲۹۹) بعض لوگ جو قبور کا حج کرتے ہیں اپنے حج کو کامل کرنے کے لئے تقصیر کرتے ہیں اور اپنا سر منڈواتے ہیں، لیکن موصوف نے بھی یہ نہیں بیان کیا کہ یہ کون لوگ ہیں کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔

11. تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۶۱۔

12. سفر نامہ ناصر خسرو، ص ۲۲۔

13. احسن التقاسیم ص ۱۲۲۔

14. ہلی جنگ عظیم تک شام کا علاقہ میں سورہ لبنان اور فلسطین بھی شامل تھے، یہ تینوں ملک پہلی جنگ عظیم کے بعد الگ الگ ہوئے ہیں۔

15. الجواب الباهر ص ۸۳۔

16. الرد علی الاخنائی ص ۵۶۔

17. الجواب الباهر ص ۳۸، ۳۹۔

18. الرد علی الاخنائی ص ۹۹۔

19. الفتاویٰ الکبریٰ ج ۲ ص ۳۳۔

20. الفتاویٰ الکبریٰ جلد اول ص ۱۳۱۔

21. الجواب الباهر ص ۵۰۔

22. الرد علی الاخنائی ص ۵۹، ابن تیمیہ نے ایک دوسری جگہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مُردے کو پکارے تو پہلے اس کو توبہ کرائی جائے اور اگر توبہ قبول نہ کرے تو اس کی گردن اڑادی جائے، (مجموعۃ الرسائل جلد اول ص ۳۱۵)

23. وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۷۱۔

24. صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۳۔

25. الفتاویٰ الکبریٰ جلد اول ص ۳۵۱۔